Al-Hikmat

Volume 31 (2011) p.p. 25-37

اسلام اور فلسفہ سیاست و حکومت

ڈاکٹر علی رضا طاہر

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فلسفہ جامعہ پنجاب، لاہور، پاکستان

خلاصہ

اسلام الہامی مذاہب کی آخری کڑی ہے قرآن مجید مذہب اسلام کی الہامی کتاب ہے جو اللہ کی طرف سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی۔ قرآن کے مطابق اللہ کا پسندیدہ دین اسلام ہے۔ گویا نوع انسانی کی اصلاح و فلاح اور ہدایت و رہبری کے لے نازل کیے گئے قوانین و ضوابط کے مجموعے کا نام ہی اسلام ہے اس خطہء ارضی پر نوع انسانی کا سفر آدمؑ سے شروع ہوا جو اللہ کی طرف سے پہلے نبی مقرر فرمائے گئے نوع انسانی کی ہدایت و فلاح کا یہ سفر بتدریج آگے بڑھتا ہوا حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر آ کر مکمل ہوا۔ ہر نبیؑ اپنے دور میں اسی اسلام کے نمائندہ تھے جنھوں نے اس عہد کے لوگوں کی سوچ، سمجھ اور فہم کے مطابق اس کا ابلاغ کیا اور یوں انسانی شعور ارتقاء پاتا رہا اور بالآخر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت کاملہ اور تبلیغ تامہ کے ساتھ نوع انسانی کی ہدایت کا یہ سفر اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ آپ تمام انبیاءؑ کے سردار آخری نبیؐ ہیں آپ کی ذات گرامی پر وحی الہی اپنے اختتام کو پہنچ گئی دیگر تمام آسمانی مذاہب میں سے صرف اسلام ہے جس کی الہامی کتاب قرآن مجید ہر طرح کی تحریف سے پاک ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے خود اٹھایا ہے۔ عہد نامہ عتیق ہو یا عہد نامہ جدید ہر دو بُری طرح انحراف کا شکار ہو چکے ہیں۔ لہذا اُن کے پیروکاروں کی غالب اکثریت کے مطابق ان کی مذہبی کتابیں زندگی کے ہر شعبے میں راہنمائی مہیا کرنے سے قاصر ہیں یہی وجہ ہے کہ وھاں مذہب کو سیاست سے اور چرچ کو حکومت سے الگ کر دیا گیا ہے جدید دنیا نے سیاست و حکومت کے لیے خود ساختہ نظریے پیش کیے ہیں ان سب فلسفوں کی بنیاد کائنات اور نظام ہستی کی مادی تعبیر پر رکھی گئی ہے۔ اس حوالے سے اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے؟ اس مقالے میں اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کلیدی الفاظ: اسلام، دین، مذہب، سیاست، حکومت، ہدایت، روحانی جمہوریت

دین اسلام میں سیاست کی ضرورت واہمیت

سورۃ بقرہ میں ارشادِ رب العزت ہے

دین میں کسی طرح کی زبردستی نہیں کیونکہ ہدایت گمراہی سے الگ ظاہر ہو چکی تو جس شخص نے جھوٹے خداوٗں (بتوں) یعنی طاغوت سے انکار کیا اور اللہ ہی پر ایمان لایا تو اُس نے وہ مضبوط رسی پکڑلی ہے جو ٹوٹ ہی نہیں سکتی اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے البقرہ ۲۵۶

اس آیہ مبارکہ سے درج ذیل اہم نکات کی طرف راہنمائی ملتی ہے۔

دین میں برداشت ہے

دین میں عقل ودلیل ہے

دین ایک مکمل نظام ہدایت ہے

دین کے علاوہ یا دین سے باہر جو کچھ بھی ہے وہ طاغوتیت اور گمراہی ہے

دین اختیار کرنا مضبوط اور ناقابل شکست بنیادوں پر کھڑے ہونا ہے یعنی دین میں دوام اور بقا ہے

اللہ علیم وخبیر ہے گویا دین کا تعلق اندر اور باہر، باطن اور ظاہر، فکر اور عمل، انفرادی اور اجتماعی اور مادی اور غیر مادی ہر پہلو سے ہے

اس سے مراد یہ ہے کہ دین نہ صرف اس دنیا بلکہ اس دنیا میں آنے سے پہلے اور یہاں سے جانے کے بعد کی زندگی کا بھی احاطہ کرتا ہے اللہ نے روز تخلیق ملائکہ کے سامنے آدم علیہ السلام کا ذکر اُن کے منصب خلافت کے ساتھ فرمایا جو دنیا میں آنے سے پہلے، اس دنیا اور پھر اس دنیا کے بعد کی زندگی کے تمام پہلوؤں سے مربوط ہے اور یہ کارِ خلافت کچھ اتنا پُر مشقت اور جاں سوز ہے کہ اقبال پکار اٹھے

باغ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں؟
کار جہاں دراز ہے اب مرا انتظار کر ۳

دین میں کاروبار حکومت اور امورِ سیاست منصب خلافت کے ذیل میں آتے ہیں خلافت اپنی معنویت، تعبیر اور دائرہ کار میں سیاست وحکومت سے بہت جامع اور وسیع ہے گویا سیاست یا حکومت، خلافت وامامت کے جملہ شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے اور یہ تاجِ خلافت جو نبوت کی پہلی منزل پر آدم علیہ السلام کے سر پر سجایا گیا اس سے سابقہ تمام انبیاء علیہم السلام کو منزل بہ منزل اور زینہ بہ زینہ اُن کے مقام ومرتبے کی مطابقت سے مشرف فرمایا گیا اور استقرار حاکمیت اِلٰہیہ کا فریضہ جو عطائے منصبِ استخلاف سبب کے دیگر انبیاءٔ کے لیے اُن

کے دائرہ نبوت کی مناسبت سے جزوی، علاقائی، جزوقتی یا یک ملتی تھا حضرت سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر آ کر، جملہ اوصاف وکمالات کی انتہاؤں کے ساتھ، خاتمیت نبوت کے ہم رکاب، عالمگیریت و ابدیت سے ہمکنار ہو گیا لہذا اللہ کی زمین پر دین الٰہی کے نفاذ سے اللہ کی حاکمیت کا قیام تمام انبیاء علیہم السلام کی جدوجہد کا مرکزی نقطہ قرار پایا۔اور یہ اس قدر ناگزیر کیوں ہے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں۔

> ''حکومت کے سائے میں ہی مومن اللہ کے لئے کام کرتا ہے اور کافر اپنا دینوی حصہ حاصل کرتا ہے اور اجتماعی امور انجام پاتے ہیں۔حکومت کے ذریعے سے ہی ٹیکسوں کی وصولی اور دشمن کے ساتھ جنگ ہوتی ہے راستے پُر امن اور کمزور کا حق طاقتور سے لینا ممکن ہوتا ہے یہاں تک کہ نیک لوگوں کو سکون اور بُرے لوگوں کے شر سے نجات مل جائے''۴

عصرِ حاضر کے نامور مسلمان مفکرین نے دین کی اس ہمہ گیر روح کو مختلف انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔دین اسلام کی اسی جامعیت پر علامہ اقبال اپنے پہلے لیکچر ''علم اور مذہبی مشاہدہ'' میں یوں اظہار نظر کرتے ہیں

> "Religion is not a departmental affair;it is neither mere thought ,nor mere feeling,nor mere action;it is an expression of the whole man" 5

جبکہ مولانا سید ابوالاعلی مودودی کی اس حوالے سے یہ رائے ملتی ہے

> ''اسلام کی رُو سے خدا کی حاکمیت صرف فوق الفطری ہی نہیں، بلکہ سیاسی اور قانونی بھی ہے اور اس حاکمیت میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں اس کی زمین پر اور اس کے پیدا کیے ہوئے بندوں پر اُس کے سوا کسی کو حکم چلانے کا اختیار نہیں ہے خواہ وہ کوئی بادشاہ ہو یا شاہی خاندان ہو یا حکمران طبقہ ہو یا کوئی ایسی جمہوریت ہو جو حاکمیت عوام کی قائل ہو اُس کے مقابلے میں جو خود مختار بنا ہے وہ بھی باغی ہے اور اُس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی اطاعت کرتا ہے تو وہ بھی باغی ہے اور ایسا ہی باغی وہ شخص یا ادارہ ہے جو سیاسی وقانونی حاکمیت کو اپنے لئے مخصوص کر کے خدا کے حدودِ اختیار کو

شخصی قانون (پرسنل لا) یا مذہبی احکام وہدایات تک محدود کرتا ہے فی الحقیقت اپنی
زمین پر پیدا کیے ہوئے انسانوں کے لیے شریعت دینے والا (Giver Law)
اس کے سوا نہ کوئی ہے نہ ہو سکتا ہے اور نہ کسی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اس کے اقتدار اعلی
(سپریم اتھارٹی) کو چیلنج کرے۔"٦

اسلامی دنیا کا دورِ جدید سید جمال الدین افغانی سے انیسویں صدی عیسوی کے نصف اول سے شروع ہوتا ہے ۔اس سے پہلے اسلامی دنیا میں دینی مدرسے ہی علمی مراکز کا کام دیتے تھے۔اسلامی دنیا کی نشاۃ ثانیہ سے ہی باقاعدہ سکول، کالج اور یونیورسیٹز کا قیام شروع ہوا جہاں ضروری مذہبی تعلیم کی ساتھ مغرب میں مروج تمام شعبہ ہای علم کی ترویج و تحصیل بھی شروع ہوئی جبکہ دوسری طرف دینی مدارس کا نصاب زیادہ تر مخصوص مذہبی تعلیم تک ہی محدود رہا البتہ بعض اسلامی ممالک مثلاً مصر اور ایران کی دینی درسگاہوں کے نصاب میں عصرِ حاضر کے موضوعات و مسائل کو لازمی عنصر کے طور پر شامل کیا گیا جس کی ایک اہم مثال ایران کا اسلامی انقلاب ہے جو 1979 میں امام خمینی کی قیادت میں رونما ہوا۔امام خمینی اگر چہ دینی مدارس کے تربیت یافتہ تھے لیکن اُنھوں نے جدید دنیا میں مذہب کی بنیاد پر ایک انقلاب بپا کیا اور ایک نظام حکومت پیش کیا اس طرح ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک حقیقی مسلمان دانشور وہ دینی درسگاہوں کا تربیت شدہ ہو یا جدید مغربی اداروں کا تعلیم یافتہ وہ اسلام کو ایک مکمل ضابطہ حیات سمجھتے ہوئے اس کی بنیاد پر ہی نظام حکومت کا ڈھانچہ پیش کرتا ہے اور سیاست و حکومت کو کسی طور پر بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں سمجھتا۔

امام خمینی کہتے ہیں۔

"جس وقت مغرب کی کوئی حیثیت نہیں تھی اس کے باشندے وحشیوں کی سی زندگی
بسر کرتے تھے امریکہ نیم وحشی سرخ پوشوں کی سرزمین تھی اور دو عظیم سلطنتیں ایران
اور روم، پنجہ استبداد تھیں، طاقت وروں کی حکومت تھی اور جمہوریت و قانون نام کی
کوئی چیز نہ تھی، اُس وقت خداوند عالم نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ذریعے ایسے قوانین بھیجے کہ اُن کی عظمت دیکھ کر انسانیت جھوم اُٹھی۔اسلام تمام
امور کے لیے قانون رکھتا ہے حد یہ کہ آغاز حیات انسانی (انعقاد نطفہ) کے پہلے
سے لیکر انتہائے حیات بشری (موت) کے بعد تک کے سارے احکام اسی طرح
دین اسلام میں محفوظ ہیں جس طرح وظائف عبادی، اجتماعی اور حکومتی قوانین

موجود ہیں حقوق اسلام روز افزوں ترقی پانے والے جامع وکامل حقوق کا نام ہے ،احکام قضا ،معاملات اور حدود وقصاص سے لیکر ملتوں کے درمیان کے روابط ،صلح وجنگ کے مقررات اور عمومی وخصوصی اور بین المللی حقوق پر اب تک جو کتابیں لکھی جاچکی ہیں وہ تو احکام ونظام اسلام کے سامنے ایک ریزہ کے برابر ہیں کوئی ایسا حیاتی موضوع نہیں ہے جس کے لیے اسلام نے کوئی حکم نہ بیان کیا ہو''۔ ۷

عصرِ حاضر میں موجود سیاسی نظریات:

اس وقت نظریاتی اعتبار سے پوری دنیا دو بڑے حصوں میں تقسیم ہے

۱ اسلامی دنیا

۲ غیر اسلامی دنیا

غیر از اسلام دنیا میں دو طرح کے سیاسی نظام کسی نہ کسی شکل میں رائج ہیں۔

۱ مغربی جمہوریت (سرمایہ دارانہ جمہوریت)

۲ اشراکیت

ان ہر دو کی بنیاد مادیت پر ہے

غیر از اسلام دنیا کی نظریاتی وسیاسی تاریخ کا ایک عمدہ جائزہ ہمیں ''ڈکشنری آف فلاسفی'' میں ان الفاظ میں ملتا ہے۔

''ارسطو انسان کو معاشرتی حیوان بتلاتا تھا اور اس کا یہ نظریہ ریاست کی بنیاد بن گیا دور وسطیٰ میں عیسائیت کے زیر اثر ریاست کی جانب منفی نقطہ نگاہ پیدا ہوا زمینی ریاست کو شیطانی ریاست کہا جاتا تھا۔کلیسا اور ریاست کے جھگڑوں میں ریاست کے متعلق کئی نظریئے اُبھرے تھامس ایکیوناس میں (THOMAS AQUINAS) کہتا تھا کہ شاہی طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں اور عوام کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اس کو گھٹا یا بڑھا سکیں کئی لوگوں نے ریاست کی قدر وقیمت کا اعتراف کیا اور کہا کہ ریاست ہی ایک ذریعہ ہے جس سے امن،انصاف اور آزادی برقرار رہ سکتے ہیں احیاء العلوم (نشاۃ ثانیہ) سے سیاسی فلسفے میں میں نیا دور شروع ہوتا

ہے۔میکاولی اور بوڈن (BODIN) نے کہا کہ ریاست کو بیرونی عوامل سے آزاد رہنا چاہیے اور اس کی حاکمیت ناقابل تقسیم ہے اُس کے ساتھ یہ موقف بھی اختیار کیا گیا کہ عوام حقوق رکھتے ہیں اس لیے عوام کو ظلم وتشدد کا مقابلہ کرنا چاہیے اس کے علاوہ معاہدہ عمرانی کا نظریہ بھی تھا جو شاہی قوت کو محدود کر دیتا تھا قوانین الہیہ کے مقابلے میں فطری قوانین کا نظریہ بھی اُبھرا اکثر لوگ معاہدہ عمرانی کو مانتے تھے اور اسے ریاست کا ستون کہتے تھے ۔جے روسیو اس عقیدہ کا علمبردار تھا اس عقیدے سے جمہوریت چمکی اور رضائے عامہ کا تصور پیدا ہوا ریاست کو فضول قرار دیا اور اُس کے خاتمہ کی پیشین گوئی کی''۔۸

غیراز اسلام سیاسی نظاموں کا مسئلہ

غیراز اسلام سیاسی نظاموں کا سب سے بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ جمہوریت ہو یا مارکسی اشتراکیت ہردو کی بنیاد مادیت پر ہے ہردو میں انسان کی حیثیت ایک مادی مخلوق کے علاوہ اور کچھ نہیں ۔ارسطو کا انسان کے حوالے سے ''معاشرتی حیوان'' کا نظریہ مغرب کے نشاۃ ثانیہ کے دور تک سائنس کی ترقی ماورائے حواس مذہب اور ہر قسم کی حقیقت کے انکار اور سیاست اور عملی زندگی سے مذہب کے اخراج سے بالآخر انسان کے آغاز وابتدا کے بارے میں ڈارون کے نظریہ ارتقاء میں ڈھل گیا۔جس پر سیداکبر الہ آبادی نے ہندوستان کے باشندوں کی مغربی تہذیب وروایت کی اندھا دُھند تقلید کرنے پر ان الفاظ میں بڑی عالمانہ طنز کی ہے۔

بنے بندر سے ہم انسان ترقی اس کو کہتے ہیں

ترقی پر بھی Native بدنصیبی اس کو کہتے ہیں۹

انسان کو صرف ایک مادی وجود سمجھنے کے نتیجے میں اس کے بارے میں اسی حوالے سے سوچا جانے لگا تمام افکار ونظریات مادے سے شروع ہو کے مادے پر ہی ختم ہونے لگے سائنس کی ترقی ،ایجادات ،انکشافات اور ٹیکنالوجی نے انسان کی مادی ضرورتوں اور آسائشوں کے حوالے سے ہی کاوشیں کیں فکر اور سوچ کا کوئی بھی شعبہ انسان کو ماورائے مادہ کوئی حوالہ دینے کے لئے تیار نہ تھا۱۹۴۳میں مشہور Anthropologist "Abraham.H.Maslow" نے اپنی تھیوری Hirarchy of Needs میں بھی فرد کی معاشرے میں

جن پانچ ضروریات کا ذکر کیا ہے وہ بھی انسان کے بطور ایک مادی وجود کے ادراک پر مبنی ہیں ۔۱۰ جن کی اگر تکمیل کی جائے تو نیٹشے کا سپر مین تو وجود میں آسکتا ہے لیکن اقبال کا ''مرد مومن'' ظہور پذیر نہیں ہو سکتا۔ ''سپر مین'' خودغرضی، وحشت، ظلم وجبر اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے اپنے علاوہ سب کچھ نابود کر دینے والا ہے جبکہ ''مرد مومن'' جلال و جمال کا ایک متوازن اور متناسب شاہکار ہے اور علامہ اقبال کے بقول

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن ۱۱

علامہ اقبال ایک اور مقام پر یوں گویا ہیں

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برھان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
ہمسایہ جبریل امیں بندہ خاکی
ہے اس کا نشیمن ،نہ بخارا نہ بدخشاں
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن ۱۲

اشتراکیت سرمایہ دارانہ مغربی جمہوریت کی رد کے دعوے کے ساتھ معرض ظہور میں آئی لیکن دونوں کی بنیاد مذہب کی نفی پر ہے دونوں کی اساس مادیت پر ہے دونوں کا دعوی انسانیت کی فلاح اور معاشرے اور اجتماع کی خوش حالی ہے لیکن دونوں ہی تضاد و تناقض کا شکار ہیں اس لیے کہ مادیت خودغرضی اور فردیت کی طرف لے جا تی ہے جبکہ روحانیت ایثار اور اجتماعیت کی طرف لے جاتی ہے لیکن سرمایہ دارانہ مغربی جمہوریت اور لا دین اشتراکیت دونوں ہی انسان کے لیئے کسی مذہب یا روحانی اساس کے سرے سے منکر ہیں مغرب کی سب سے بڑی غلطی ریاست اور کلیسا کی تفریق تھی جس کے نتیجے میں ابتداءً مذہب فرد کا ذاتی معاملہ قرار پایا رفتہ رفتہ قانون سازی اور اخلاقی و معاشرتی اقدار وضع کرنے کا اختیار پارلیمنٹ کو منتقل ہوا اور یوں مذہب لفظوں کی حد تک رہ گیا اور عملاً فرد کی ذاتی زندگی سے بھی رخصت ہو گیا۔ اس روش فکرو عمل کا نقصان یہ ہوا انسانی معاشرے وطنیت، جغرافیہ، رنگ نسل اور زبان کی بنیاد پر تقسیم ہونے لگے less limit آزادی کا غلغلہ بلند ہوا جس کی

طرف رچرڈ نکسن یوں اشارہ کرتے ہیں

"American represented a great idea, more important than military might or economic wealth, the idea of freedom im all aspect" 13

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مذہب کے انکار اور Limitless freedom کی بنیاد پر قائم ہونے والا کل کا ''کمزور اور غریب'' امریکہ آج دنیا کی واحد سپر پاور ہونے کا دعویدار ہونے کے باوجود (Crises of the Spirit) روحانی بحران کا شکار ہے۔ رچرڈ نکسن کے الفاظ میں۔

"In my first inaugural address twenty years ago, I said: To a crises of spirit we need an answer of the spirit. That was true than and that is true to day."14

Freedom in all aspects کی بنیاد پر عروج حاصل کرنے والے امریکیوں کی اکثریت Sensate Culture یعنی مادیت پرست حسی تہذیب کی وجہ سے جس ذہنی عذاب، نفسیاتی بحران، اور اخلاقی زوال کا شکار ہیں اُس کو بیان کرنے کے تصور سے ہی تقدیس لوح و قلم لرزاں ہے اور کم و بیش یہی حال دیگر مغربی معاشروں کا ہے۔

علامہ اقبال نے تقریباً ایک صدی قبل اس طرف ان الفاظ میں اشارہ کر دیا تھا

تمھاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا نا پائیدار ہوگا 15

اور اس مادہ پرست تہذیب کے سرمایہ دارانہ و اشترا کی نمائندوں نے انسانیت کو جو زخم دیئے ہیں اُن کی طرف معروف شاعر جناب انور مسعود نے انتہائی خوبصورتی کے ساتھ یوں اشارہ کیا ہے

آج تمھاری خونخواری پر حیرت ہے انسانوں کو
تم تو کل تہذیب سکھانے نکلے تھے انسانوں
کیا شوق چرایا تم کو شہروں کی بربادی کا
جگہ جگہ آباد کیا ہے تم نے قبرستانوں کو
کتنے معصوم سروں سے تم نے چھاؤں چھینی ہے

کتنا دکھ پہنچایا تم نے ننھی ننھی جانوں کو
اتنے بھی سفاک منافق دنیا نے کب دیکھے تھے
کتوں کا منہ چومنے والے قتل کریں انسانوں کو

اسلام کا فلسفہ سیاست وحکومت

انسانی شخصیت کی تعمیر وتشکیل کے لئے جتنے مدارج ،مراحل ،اور عوامل ضروری ہیں اللہ تعالیٰ نے انھیں قرآن مجید میں احکام کی صورت میں بیان کردیا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سنت مطہرہ اور سیرت طیبہ سے اُن کا مثالی نمونہ پیش کردیا ہے اگر ہم ان دونوں منابع کا گہری نظر سے جائزہ لیں تو ہم اس نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ جملہ قوانین اسلامی کی نوعیت و ماہیت اُن کے عملی اطلاق کا لازمی تقاضا کرتی ہے حکومت کے بغیر اسلامی قوانین کی حقیقی روح کا ظہور پذیر ہونا ممکن ہی نہیں قوانین کے نفاذ اور اُن کے فرد سے معاشرے تک عادلانہ اور منصفانہ اطلاق کے لئے ایک قوت نافذہ کی ضرورت ہے جو حکومت اور سیاسی نظام مہیا کرتے ہیں جب ہم احکام قرآن اور تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بنظر غائر جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ زندگی اور حیات و کائنات کے جملہ پہلوؤں پر حاوی ہیں مثال کے طور تعمیر شخصیت ،تعلیم وشعور ،تربیت اولاد ، ہمسایوں کے حقوق ،خاندان اور قبیلے سے معاشرت ،قومی معاملات ،شہری فرائض ،ایک نئے خاندان کی بنا کے لئے تلاشِ کفو ،شرائط نکاح ،خانگی زندگی کے آغاز سے عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی ادائیگی ،حرام وحلال کی تمیز ، جائز اور ناجائز کی شناخت ،حقوق وفرائض میں تفاوت ،رزق حلال کی اہمیت اور اُس کے حصول کے مواقع ، ناداروں ،معذوروں اور مفلوک الحال افراد کی سرپرستی ،صنعت ،تجارت ،معیشت اور زراعت کے قوانین ،صلح اور جنگ کی حدود وشرائط ،عدل وانصاف کی برابری کی بنیاد پر فراہمی اور عدل کی بنیاد پر مساوات ،خیر کے فروغ اور شر کی نابودی کے لئے اقدامات ،حتّٰی کہ دنیا میں آنکھ کھولنے والے ایک شیر خوار کی معیشت کے لئے قوانین کہ کتنا عرصہ اپنی ماں کا دودھ پیئے اور ماں کتنی دیر اُسے پلانے کی پابند ہے وغیرہ ایسے قوانین جن کی فطرت ونوعیت اور ہیت وماہیت ایک حکومت کا تقاضا کرتی ہے اور جس کے بغیر ان کا نفاذ ممکن ہی نہیں۔

اسلام کے سیاسی نظام میں انحراف

اسلام کی مذہبی وفکری وسیاسی تاریخ کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے

1 دوراولین

۲ دور متوسط

۳ دور جدید

اولین دور کا بہت کم عرصہ حکومت اسلامی کے تحت گذرنے کے بعد دنیائے اسلام ایک عظیم بحران کا شکار ہوگئی اسلام کے اس سیاسی نظام میں انحراف تب پیدا ہوا جب حکمرانوں نے مذہب اور سیاست کو جدا کر دیا کلیسا اور ریاست یا مذہب اور کاروبار حکومت میں دوئی کا عمل جو مغربی دنیا میں سترھویں صدی میں انجام پذیر ہوا ،اسلامی دنیا میں بہت جلد شروع ہوگیا تاریخ اسلامی کے اس عظیم ترین بحران و انحراف کی طرف علامہ اقبال اپنی مثنوی ''رموز بے خودی'' میں

''در معنی حریت اسلامیہ و سرِ حادثہ کربلا'' میں کہتے ہیں کہ

چوں خلافت رشتہ از قرآن گسیخت
حریت را زہر اندر کام ریخت
خاست آن سر جلوهٔ خیر الامم
چوں سحاب قبلہ باراں در قدم
بر زمین کربلا بارید و رفت
لالہ در ویرانہ ہا کارید و رفت
تا قیامت قطع استبداد کرد
موج خون او چمن ایجاد کرد
بہر حق در خاک و خون غلطیدہ است
پس بنائے لا الٰہ گردیدہ است

16

(ترجمہ)

جب خلافت نے قرآن پاک سے اپنا رشتہ توڑ لیا تو اُس نے حریت کے حلق کے اندر زہر اُنڈیل دیا

یہ حالت دیکھ کر بہترین اُمت کا وہ بہترین جلوہ (حضرت امام حسین علیہ السلام) یوں اُٹھے جیسے قبلہ کی جانب سے بارش سے بھرپور بادل

یہ بادل کربلا کی زمین پر برسا، اس ویرانہ میں گلہائے لالہ اُگائے اور آگے بڑھ گیا۔

اُس نے قیامت تک کے لئے استبداد کی جڑ کاٹ دی اور اُس کی موج خون سے ایک نیا چمن پیدا ہوا۔
امام حسین علیہ السلام حق کی خاطر خاک وخون میں لوٹے اس لئے وہ لا اِلہ کی بنیاد بن گئے۔ 17

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے تاریخ اسلامی میں مذہب اور سیاست کی جدائی کو خلافت کے ملوکیت میں ڈھل جانے کا نام دیا ہے اور اس موضوع پر اپنی کتاب ''خلافت وملوکیت'' میں سیر حاصل بحث کی ہے 18

موجودہ مسلمان معاشروں کا اہم ترین مسئلہ

مغرب نے اپنے مذہب کو زندگی کے تقاضوں اور عصر جدید سے ہم آہنگ نہ پاتے ہوئے مذہب کو ایک فرد کا ذاتی مسئلہ قرار دے کر زندگی کے تمام شعبوں سے نکال دیا اور نشاۃ ثانیہ کے بعد اپنے معاشروں کی بنیاد فلسفہ وسائنس یا انسانی عقل اور تجربے پر رکھی۔ اس کے برعکس مسلمان معاشرے آج بھی ابتدائی دور میں پیدا ہونے والی دین ودنیا کی تقسیم کے دوراہے پر کھڑے ہیں آج عصر جدید میں بھی مسلمان ریاستیں بالعموم اسی بحران میں کا شکار ہیں مغربی جمہوریت، آمریت، ملوکیت، اشتراکیت، بادشاہت، لادینیت اور نسلی موروثیت نے پنجے گاڑے ہوئے ہیں اگرچہ بعض خطوں میں اسلام کی حقیقی روح کو آشکار کرنے کی کوششیں جاری ہیں لیکن بالعموم دنیائے اسلام میں مذہب اور حکومت وسیاست میں واضح تقسیم نظر آتی ہے۔ مسلمان معاشرے دین ودنیا اور مذہب وسیاست کے تضاد اور تناقض میں پھنسے ہوئے ہیں وہ ایک طرف دین کی بات کرتے ہیں اور دوسرے طرف مغرب کی تمام اقدار کو اپنائے ہوئے ہیں اُنھوں نے ظاہر میں اسلام رکھا ہوا ہے اور یہ باطن اُس نظام پر عمل پیرا ہیں جس کی بنیاد ماورائے حواس یعنی مذہب کی نفی پر ہے نظریہ وعمل کی اس منافقت نے مسلمان معاشروں کو دیمک کی طرح چاٹ کر کھوکھلا کر دیا ہے آج مسلمان دنیا کے کرنے کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ وہ اپنے لئے کسی ایک راستے کا تعین کرے کی اُس نے مذہب کی بنیاد پر اپنے معاشروں کو قائم کرنا ہے یا پھر مکمل طور پر مغرب کی پیروی کرنی ہے۔

اسلامی دنیا کی نشاۃ ثانیہ کے بانی سید جمال الدین افغانی سےلیکر علامہ اقبال تک تمام مسلمان دانشور روحانیت، مذہب، اخلاقی زندگی، عقل اور اجتہاد کے اصولوں پر ایک جدید اسلامی فلاحی ریاست کی تشکیل میں کوشاں رہے جسے نمونہ جان کر دیگر ممالک اپنی سر زمینوں پر اپنے احوال وشرائط کے ساتھ اپنا سکیں اس ضمن میں علامہ اقبال تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ کے چھٹے لیکچر میں کہتے ہیں۔

"Let the muslim of to-day appreciate his position , reconstruct his social life in the light of ultimate

principles , and evolve, out of the hitherto partially revealed purpose of Islam, that spiritual democracy which is the ultimate aim of Islam" 19

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام میں سیاست،حکومت،معاشرت،معیشت،اخلاق،تعلیم،ثقافت،تفریح غرض ہر شعبے کے لیے راہنمائی موجود ہے اسلام صرف اس بات کا متقضی ہے کہ آپ جو کچھ بھی کریں اُس کی بنیاد روحانیت پر ہونا ضروری ہے نظام حکومت وہ شعبہ ہے جو دیگر تمام شعبوں کو کنٹرول کرتا ہے اور اُن کے بروئے عمل آنے کے لئے وسائل وامکانات مہیا کرتا ہے عصر حاضر کے مسلمان مفکرین،دانشور،سیاسی ماہرین اور مذہبی سکالر اپنے اپنے ماحول اور محیط میں روحانیت کی اساس پر سیاسی نظام تشکیل دینے کی کوشش میں ہیں اور اس حوالے سے مختلف تجربات کیے جارہے ہیں۔مسلمانوں میں مذہب کی مختلف تعبیرات وتعلیمات ہیں ستاون کے قریب مسلمان ریاستیں خود کو اسلام کی ہی نمائندہ قرار دیتی ہیں ترکی،مصر،سعودی عرب اور متحدہ عرب ریاستیں سب خود کو اسلام کے نمائندہ قرار دیتے ہیں افغانستان بھی دولت الاسلامیہ ہونے کا دعویدار ہے 1979 سے ایران میں امام خمینی کی قیادت میں اسلامی انقلاب برپا ہے جو تا حال کامیابی سے جاری ہے، پاکستان دنیا کا واحد اسلامی ملک ہے جس کا قیام ہی مذہب کی بنیاد پر ہوا۔آج ضرورت اس بات کی ہے کہ جو مسلمان ملک اسلام کی جس تعبیر کو معتبر جانتا ہے اُسی پر مضبوطی سے قائم اپنے معاشرے اور ملک کے تمام اداروں کو اس طرح تشکیل دے کہ وہ انسانیت کے لیے نفع بخش ہوں اور دیگر معاشرے کے لیے عملی نمونہ بن سکیں۔حکومت اور معاشرہ مذہب کی بنیاد پر قائم ہو مگر اُس میں کسی بھی طرح کی تنگ نظری بالخصوص مذہبی تعصب نہ ہو۔

حوالہ جات

١ القرآن،البقرہ آیہ ٢۵٦

٢ القرآن،البقرہ آیہ ٣٠

٣ علامہ محمد اقبال، ۔کلیات اقبال اردو، ۔لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز اردو بازار، ١٩٩١

٤ حضرت علی علیہ السلام، ۔نہج البلاغہ (مترجم مفتی جعفر حسین)۔لاہور: امامیہ پبلکیشنز ١٩٨٨،:ص ١٩٧

۵ Allama Muhammad Iqbal.The Reconstruction of Religious Thought in Islam.Lahore: Iqbal Academy Pakistan 1989: p:2 .

٦ سید ابوالاعلی مودودی ۔اسلام کیا ہے ۔لاہور: منشورات منصورہ،ص ١٤

٧ امام خمینی ۔حکومت اسلامی، ۔کراچی: کتاب مرکز شمالی ناظم آباد،ص ۵

٨ پروفیسر سی اے قادر (مولف ومترجم)۔کشاف اصطلاحات فلسفہ۔لاہور: بزم اقبال ١٩٩٤،:ص ٣٤٣

٩ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ۔اقبال اور اکبرالہ آبادی۔لاہور: بزم اقبال ۔

١٠ علی رضا طاہر ۔فلسفہ اور معاشرہ (غیر مطبوعہ)۔مقالہ برائے ایم اے زیر اہتمام شعبہ فلسفہ ١٩٨۵:ص ٩

١١ علامہ محمد اقبال ۔کلیات اقبال اردو ۔لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز اردو بازار، ١٩٩١:ص ۵٠٩

١٢ ایضاً ص ٤٠

١٣ مظفر حسین ۔اقبال کا تصور جمہوریت (مقالہ درمجلّہ ''اقبال'')۔لاہور: بزم اقبال کلب روڈ اپریل ١٩٩٨:ص ٣١

١٤ ایضاً ص ٣٢

١۵ علامہ محمد اقبال ۔کلیات اقبال اردو ۔لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز اردو بازار، ١٩٩١:ص ١٤٠

١٦ علامہ محمد اقبال ۔کلیات اقبال فارسی ۔لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ١٩٧۵:ص ١١٠

١٧ علامہ محمد اقبال ۔کلیات اقبال فارسی (مترجم)میاں عبدالرشید ۔لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ١٩٩٢:ص ٢٤٧

١٨

١٩ Allama Muhammad Iqbal. The Reconstruction of Religious Thought in Islam.Lahore:Iqbal Academy Pakistan 1989:p:142.